بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب علماء کرام ومفتیان عظام　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام جامعہ دار العلوم کراچی اس مسئلہ کے بارے کہ اس سال حکومت سعودیہ نے حجاج کرام کو تینوں دن کی رمی کے لیے وقت متعین کردیا تھا اور اس کے لیے باقاعدہ ہاتھ میں پہننے کے لیے پٹے جاری کیے اور ان پر تینوں دن کی رمی کے اوقات تحریر تھے، پہلے دن کی رمی میں تو کوئی مسئلہ نہ تھا کیوں کہ اکثر کو صبح یا دوپہر کا وقت دیا گیا تھا لیکن گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت جو دیا وہ کسی کو صبح آٹھ بجے کسی کو گیارہ بجے زوال سے پہلے رمی کرنے کا وقت دیا، اور معلم نے اس بات کا پابند کیا کہ رمی حکومت کے دیے ہوئے وقت میں کی جائے اگر کوئی وقت سے پہلے رمی کرے گا اور پکڑا گیا تو دس سال کے لیے اس پر پابندی لگادی جائے گی کہ وہ حرمین میں نہیں آسکے گا، اگرچہ اس سال سختی نہیں تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے آنے والے سالوں میں اس پر سختی سے عمل کرایا جائے گا، میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں اگر ایسا ہوجائے اور گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کے لیے حکومت کی طرف سے سختی سے پابند کیا جائے تو اس صورت میں احناف کیا کریں کوئی گنجائش ہے یا نہیں یا ان کو وقت سے پہلے رمی کرنے کی وجہ سے دم دینا پڑے گا۔

جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ جزاک اللہ عنی خیرا

والسلام

دعاگو ودعاجو

احتشام الحق کلیانوی

احتشام الحق

۱۷ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۵ فروری ۲۰۱۷ء

امام وخطیب جامع مسجد (ٹرسٹ رجسٹرڈ) ناظم آباد بلاک نمبر ۲ نزد انکوائری آفس کراچی پاکستان۔ 03002556620

(جواب مسئلہ ورق ثانی ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلیًا

حضرات فقہاء احناف کا مشہور اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد رمی کرنا واجب ہے، اس سے پہلے جائز نہیں ہے، (دیکھئے عبارت نمبر:۱،۲،۳،۴) اور یہی قول ظاہر الروایہ ہے اسی پر ہی سب متون وشراح اور جمہور کا فتویٰ ہے۔ (دیکھئے عبارت نمبر:۵،۶) بلکہ یہ صرف فقہاء احناف کے نزدیک ہی نہیں ہے بلکہ حضرات ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور جمہور علماء کے نزدیک بھی گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اس سے پہلے جائز نہیں ہے۔ (دیکھئے عبارت نمبر:۷،۸) لہذا عام حالات میں اسی کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔۔۔۔ البتہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی رمی زوال سے پہلے جائز ہونے سے متعلق ہے جو کہ غیر ظاہر الروایہ اور جمہور کے مذہب کے خلاف بلکہ خود حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی اپنی صحیح روایت کے خلاف ہے اور مرجوح قول ہے اور قول مرجوح پر شدید ضرورت اور ابتلاء کے بغیر فتویٰ دینے کی گنجائش نہیں ہوتی، لہذا جب تک گیارہ بارہ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنے پر شدید ضرورت اور ابتلاء کی صورت پیدا نہ ہو اس وقت تک زوال سے پہلے رمی کرنے کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا، ہاں اگر کسی کے ساتھ شدید ضرورت کی صورت پیدا ہو جائے یا حکومت کی طرف سے سختی کے ساتھ حجاج کو زوال سے پہلے رمی کرنے کا پابند کر دیا جائے اور زوال کے بعد رمی کرنے کی بالکل اجازت نہ ہو تو مذکورہ مرجوح قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے، ایسی صورت میں زوال سے پہلے رمی کرنے کی وجہ سے کوئی دم بھی واجب نہ ہوگا، لیکن بہتر ہے کہ اس وقت بھی پوری صورتحال بیان کر کے مستند دار الافتاء یا مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کرنے کے بعد عمل کیا جائے۔

(۱)...فی مبسوط للعلامۃ السرخسی رحمہ اللہ (ج ٤ص ٧٧)

وان رماها فی الیوم الثانی من ایام النحر قبل الزوال لم یجزئه، لان وقت الرمی فی هذا الیوم عرف بفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلایجزئه قبله ...وکذلک فی الیوم الثالث من یوم النحر وهو الیوم الثانی من ایام التشریق ...وفی ظاهر الروایة یقول هذا الیوم نظیر الیوم الثانی ، فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رمی فیه بعد الزوال فلایجزئه الرمی فیه قبل الزوال۔

(۲)...وفی بدائع الصنائع (ج ۲ص ۳۲٤)

اماوقت الرمی من الیوم الاول والثانی من ایام التشریق وهو الیوم الثانی والثالث من ایام الرمی فبعدا الزوال حتی لایجوز الرمی فیهماقبل الزوال فی الروایة المشهورة عن ابی حنیفة رحمه اللہ...

وجه الروایة المشهورة ماروی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی الجمرة یوم النحر ضحی ورمی فی بقیة الایام بعد الزوال" وهذا باب لایعرف بالقیاس بل بالتوقیف۔

(٣)...فى فتح القدير (ج ٢ ص ٣٩٣)

ولاشک ان المعتمد فى تعين الوقت للرمى فى الاول من اول النهار وفيما بعده من بعد الزوال ليس الافعله عليه الصلاة والسلام كذلک مع انه غير معقول فلايدخل وقته قبل الوقت الذى فعله فيه عليه الصلاة والسلام كمالايفعل فى غير ذلک المكان الذى رمى فيه عليه الصلاة والسلام۔

(٤)...وفى البحر الرائق (ج٢ص ٦١٠)

دار الافتاء

(قوله : ثم الى منى فارم الجمار الثلاث فى ثانى النحر بعدالزوال الخ)...اشار بقوله "بعدالزوال "الى اول وقته فى ثانى النحروثالثه حتى لورمى قبل الزوال لايجوز...
(قوله ولورميت فى اليوم الرابع قبل الزوال صح) ...قيدبالرابع احترازعن الثانى والثالث فانه لايجوزقبل الزوال اتفاقا لوجوب اتباع المنقول عنه عليه السلام لعدم المعقول الخ

(٥)...فى مناسک ملاعلى القارى شرح لباب المناسک (ص ٢٣٧)

(وقت رمى الجمار الثلاث فى اليوم الثانى والثالث من ايام النحربعدالزوال فلايجوزقبله فى المشهور) اى عندالجمهوركصاحب الهدايه وقاضيخان ، والكافى والبدائع وغيرها

(٦)...فى غنيةالناسک (ص ١٨١)

اماوقت الجواز فى اليوم الثانى والثالث من ايام النحرفمن الزوال الى طلوع الفجر من الغد فلايجوز قبل الزوال فى ظاهرالرواية وعليه الجمهورمن اصحاب المتون والشروح والفتاوىٰ ، قال فى الفيض وهو الصواب،وروى الحسن عن ابى حنيفة رحمهماالله تعالىٰ انه لواراد ان ينفر فى اليوم الثالث من ايام النحر له ان يرمى قبل الزوال وان رمى بعده فهوافضل ، وانماالايجوز قبل الزوال ممن لايريد النفر اھ وهوخلاف ظاهر الرواية ، وخلاف النص من فعله صلى الله عليه وسلم وفعل الصحابة بعده ، قال فى البدائع ، وهذا باب لايعرف بالقياس بل بالتوقيف

وقال فى الفتح : لايجوز فيهماقبل الزوال اتفاقا لوجوب اتباع المنقول لعدم المعقولية ۔ قال فى الدر: مااتفق عليه اصحابنافى الروايات الظاهرة يفتى به قطعا واختلفوافيمااختلفوافيه ۔وقال الشارح : والصحيح انه لايصح فى اليوم الابعد الزوال مطلقا۔

(٧)...وفى البحر العميق لابن الضياء المكى الحنفى المتوفى ٨٥٤(ج ٤ص ١٨٧٨)

ولايدخل وقت الرمى فى اليوم الاول والثانى من ايام التشريق حتى تزول الشمس فى الرواية المشهورة كذا فى الهداية وغيرها لحديث جابر رضى اللهعنه : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرمى على راحلته يوم النحر ضحى وامابعد ذلک فبعد زوال الشمس ، رواه مسلم وابوداؤد والنسائى ، وأخرجوه ايضا من حديث ابن عمر رضى اللهعنهما، وفى رواية :كنا نتحين زوال الشمس فاذا زالت رمينا،اخرجه البخارى ۔

ولایجوز الابعد الزوال عند الجمهور، وبه قال مالک والشافعی والثوری واحمد، وحکی عن بعضهم خلاف ذلک، والسنة الصحیحة ترد ذلک، وانماقیدنابالمشهور من الروایة احترازاعماذکره الحاکم فی المنتقی، قال: کان ابو حنیفة رحمه الله یقول: الافضل ان یرمی الیوم الثانی والثالث من ایام النحر بعدالزوال فان رمی قبله جاز، وجه هذه الروایة: انه یوم من ایام الرمی فصار کیوم النحر، وفی الکافی حافظ الدین: وعن ابی حنیفة: انه لورمی قبل الزوال جاز یعنی فی الیوم الاول، والثانی من ایام التشریق وحمل المروی عن اختیار الافضل، ووجه الفرق علی المشهور انه لم یخف حکمه من حیث الترک فلایجوز تقدیمه۔

(۸)...وفی فقه الاسلامی وادلته (ج ۳ص ۲۲۵۵)

رمی الجمرات الثلاث ایام التشریق: بعد زوال الشمس فی کل یوم ای بعد الظهر بالاتفاق لقول ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه: رمی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمار حین زالت الشمس فلایجوز الرمی قبل الزوال ویستمر الوقت للغروب۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

19/مارچ 2017ء

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۸/جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

۲۸/مارچ 2017ء